Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

عہد نبوی کے رفاہی اقدامات اور ان کے سماجی اثرات

Welfare Initiatives of the Prophetic Era and their Social Impact

Dr. Hafiz Muhammad Ishaq*
Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Email: muhammad.ishaq@uoc.edu.pk

Abstract

During the Prophetic era, the welfare institutions and social justice system laid the foundation for a transformative society that emphasized human service and equitable development. At the center of this system was "Bayt al-Mal," a treasury used to collect and distribute resources like Zakat (almsgiving), Sadaqah (charity), and other forms of wealth to support the needy, widows, orphans, travelers, and the poor. Zakat, a core Islamic pillar, worked to reduce economic disparity and promoted fair wealth distribution. Additionally, the institution of Waqf (endowment) allocated resources for ongoing welfare projects, including education, healthcare, and shelter for travelers. The Prophet Muhammad ﷺ implemented these welfare measures to create a society rooted in social harmony, economic equality, and justice, which has become a lasting model of Islamic welfare. Through the welfare systems and economic policies established, the Prophetic society ensured that even the marginalized received necessary support, thereby promoting a just and prosperous . The Prophet Muhammad's (ﷺ) economic reforms laid the foundation for a strong and just social system, where welfare institutions played a crucial role. Through these initiatives, the needs of the poor, orphans, and widows were met, fostering social justice and harmony. This system remains a guiding example of Islamic societal principles today. In this article, various welfare initiatives are discussed, including the Institution for the Settlement of Migrants (Muhajireen), Al-Masjid an-Nabawi, Suffah as an Educational and Welfare Institute, Bayt al-Mal as a Welfare Institution, the system of Zakat and Sadaqah, urban facilities, water supply projects, healthcare welfare institutions, urban beautification and environmental policy, and the establishment of roadways.

Keywords: Welfare, Institutions, Bayt Al-Mal, Prophetic Era

تعارف:

عہد نبوی ﷺ میں اسلامی ریاست مدینہ نے رفاہی اداروں اور فلاحی نظام کے قیام سے معاشرتی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لائیں۔ بیت المال جیسے مرکزی ادارے نے زکوٰۃ، صدقات اور دیگر مالی امداد کو منظم کر کے غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کی، جس سے اقتصادی مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ ملا۔ مسجد نبوی، ایک کمیونٹی سینٹر کے طور پر کام کرتی رہی، جہاں تعلیمی اور رفاہی سرگرمیاں انجام پائیں۔ وقف کے نظام نے تعلیمی ادارے، ہسپتال، اور مسافروں کے لئے سرائے کی فراہمی کو ممکن بنایا۔ ان اقدامات نے نہ صرف مدینہ میں ایک مستحکم فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی بلکہ جدید دور کے لئے بھی رہنمائی فراہم کی۔ اس مثالی اسلامی فلاحی نظام نے سماجی انصاف، اقتصادی مساوات، اور انسانیت کی خدمت کے اصولوں کو عملی جامہ پہنایا۔

---

* Email of corresponding author: muhammad.ishaq@uoc.edu.pk

عہد نبوی ﷺ کے رفاہی اداروں اور فلاحی نظام نے معاشرتی اور سماجی زندگی میں نمایاں تبدیلیاں لائیں۔ دراصل عہد نبوی کا قائم کردہ ایک ایسا نیا معاشرتی نظام ہے جس نے انسانیت کی خدمت اور فلاح وبہبود کی بنیاد ڈالی۔ عہد نبوی میں ریاست مدینہ کی بنیاد ہی رکھی جارہی تھی۔لہذا تمام ادارے نوزائیدہ ہی تھے۔ فلاحی اداروں میں سے سب زیادہ اہمیت بیت المال کو حاصل تھی۔کیونکہ بیت المال عہد نبوی میں ایک مرکزی خزانہ یا فلاحی ادارہ ہی تھا جس میں زکوٰۃ، صدقات، جزیہ، خراج اور دیگر امداد کی رقمیں جمع کی جاتیں۔پھر یہ سامان اور رقوم ضرورت مندوں، بیواؤں، یتیموں، مسافروں اور غریبوں میں تقسیم کی جاتی تھیں۔بیت المال کی سب سے بڑی آمدن زکوۃ کی تھی۔ زکوۃ اسلام کا بنیادی ستون ہے جو مسلمانوں کو اپنی دولت کا ایک مقررہ حصہ ضرورت مندوں کو دینے کی تعلیم دیتا ہے . زکوٰۃ کے نظام نے اقتصادی عدم مساوات کو کم کرنے اور معاشرے میں دولت کی تقسیم کو منصفانہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔عہد نبوی میں وقف بھی ایک فلاحی ادارہ تھا۔وقف کا نظام مستقل فلاحی اداروں کے قیام کے لیے املاک اور اثاثے مختص کرنا اور انکی حفاظت کرنا تھا۔وقف ہی نے تعلیمی اداروں، ہسپتال، اور مسافر خانے وغیرہ کے قیام کے لئے زمین فراہم کرنی ہوتی ہے۔ مسجد نبوی کا ظاہری مقصد تو عبادت کے لئے مسلمانوں کو ایک مقام پر اکھٹ کرنا تھا اسی طرح صفہ کا مقصد تعلیم دینا تھا لیکن ان دونوں اداروں نے فلاح انسانیت میں اہم کردار ادا کیا۔اس طرز کے رفاہی اداروں نے معاشرتی طبقاتی فرق کو نی صرف کم کیا بلکہ سب کو برابر کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا۔عہد نبوی کے رفاہی ادارے اور ان کے سماجی اثرات نے ایک اسلامی معاشرتی نظام قائم کیا۔ ان جیسے اداروں نے ریاست مدینہ میں معاشرتی انصاف، اقتصادی مساوات، اور انسانیت کی خدمت کے اصولوں پر مبنی ایک مستحکم اور خوشحال معاشرہ کی تشکیل کی جو آج بھی مشعل راہ ہے۔رفاہی اداروں کے مقاصد میں سے مسکینوں کی خبر گیری، صنعت وحرفت سکھانا، بیوہ کی امداد، علم کی ترویج، بے سہارا اور یتیموں کی امداد اہم مقاصد تھے۔ محمد عربی کے معاشی، فلاحی اور خدمت انسانیت پر مبنی اقدامات نے ایک مضبوط اور منصفانہ معاشرتی نظام کی بنیاد رکھی۔ ان اقدامات کے ذریعے مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دیگر ضرورت مندوں کی مدد بھی کی گئی اور معاشرتی انصاف اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ بھی دیا گیا۔ یہ نظام آج بھی اسلامی معاشرتی اصولوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ نتیجتاً، عہدِ نبوی کے رفاہی اداروں نے نہ صرف ضرورت مندوں کی مدد کی بلکہ ایک مضبوط، انصاف پر مبنی اور مستحکم معاشرہ قائم کیا جس میں ہر فرد کی فلاح وبہبود کا خیال رکھا گیا۔عہد نبوی کے فلاحی اداروں کے تذکرہ سے قبل فلاحی اداروں کا مفہوم جاننا ضروری ہے۔

> فلاح کا لفظ "فلح" سے ماخوذ ہے فلح مصدر ہے ان کے معانی میں سے کامیاب ہونا، راستہ پانا، طریقہ اور نجات حاصل کرنا وغیرہ کتب لغت میں موجود ہیں۔[1]

کتاب اللہ میں لفظ "فلاح" بہت مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ فرمایا:

> قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔[2]
>
> جس نے اپنے آپ کا تزکیہ کیا وہ کامیاب ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ہے:

> قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْ مِنُوْنَ۔[3]
>
> تحقیق کامیاب ہو گئی مومنین کی جماعت۔

> فلاحی کام یا خدمت خلق کا مفہوم بہت ہی وسعت کا حامل ہے۔ فلاحی کا مفہوم ایک محققہ یوں بیان کرتی ہے:
>
> فلاحی کاموں سے مراد وہ کام ہیں جو انسانی بھلائی اور معاشرتی ترقی کے لئے کئے جاتے ہیں۔[4]

انسانی بھلائی کے کاموں میں فقراء، غرباء، مساکین، معذور، نادار اور دیگر مستحق لوگوں کی مدد کرنا بھی شامل ہے۔ اسی طرح انسانوں کی بہتری وترقی کے لئے تعلیم کی سہولیات، صحت کی سہولیات، مواصلات، سیر و تفریح اور قانونی سہولیات کی فراہمی بھی ان میں شامل ہے۔ لوگوں کے مابین محبت، امن، سکونِ اور ان کو قدرتی ماحول مہیا کرنا بھی انسانی بھلائی میں شامل ہے۔

کسی بھی سماج میں سماجی مسائل اور چیلنجز کا پیدا ہونا ایک فطرتی عمل ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں انسانوں کی مختلف خیالات وسوچوں پر مبنی افراد کا مجموعہ ہو ان میں کوئی مسئلہ پیدا ہی نہ ہو۔ جہاں سماج وہاں مسائل ہونگے مگر وہی سماج اچھا تصور کیا جائے گا جہاں سماجی خدمات کے حل کرنے والے لوگ پائیں جائیں۔ فلاحی کام کا تعلق سماج کے مسائل سے ہے۔ سماج کے مسائل اور سماجی خدمات لازم ولزوم ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"سماجی مسائل، ہر سماج (معاشرہ) میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے بغیر سماج کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور یہ سلسلہ زمانہ دراز سے جاری وساری ہے۔۔۔ اس طرح سماجی خدمات زمانہ قدیم سے ہر سماج کا جزلازم رہی ہیں۔[5]

فلاح عامہ کا تصور نہ صرف عہد نبوی میں پایا جاتا تھا بلکہ زمانہ جاہلیت میں بھی فلاحی کاموں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جیسا کہ معروف سیرت نگار سلیمان منصور پوری نے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے زمانہ جاہلیت کی ایک انجمن قیام امن ونگرانی حقوق کے اغراض ومقاصد ذکر کئے ہیں۔ جس کے چند اہم فلاح انسانیت سے متعلق دفعات کا مفہوم پیش خدمت ہے:

1. اپنے علاقہ سے بدامنی کا خاتمہ کرنے میں تعاون کریں گے۔
2. مسافر لوگوں کی حفاظت کو یقینی بنائی جائے گی۔
3. غریب لوگوں کی سب مدد کریں گے۔
4. کمزور لوگوں پر ظلم کرنے سے روکا جائے گا۔[6]

اعلان نبوت سے قبل بھی آپؐ فلاحی امور کثرت سے سرانجام دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو اعلان نبوت کے وقت ہی فلاح انسانیت کا علمبردار قرار دیا، فرمایا:

كَلَّا وَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِ ىْ الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔[7]

خدا کی قسم! اللہ آپ کو ہمیشہ کے لئے کبھی غمگین نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ لوگوں صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ ﷺ کمزور لوگوں کا وزن اٹھاتے ہو، آپ ﷺ ناداروں کی معاونت کرتے ہیں، آپ ﷺ مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں، آپ ﷺ مصیبت سے متاثرہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں اگر کسی نے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کا کام یا خدمت خلق کا کام کیا تو اسلام لانے کے بعد بھی وہ نیکیاں شمار ہونگی:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كَانَتْ لِي أَعْمَالٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِعْتَاقِ الرَّقَبَةِ، وَإِعْطَاءِ الصَّدَقَةِ، فَهَلْ لِي فِي ذَٰلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا أَحْسَنْتَ إِلَى اللَّهِ أَحْسَنَ إِلَيْكَ.[8]

حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی: "میں نے جاہلیت میں کچھ نیک اعمال کیے تھے جیسے صلہ رحمی، غلام آزاد کرنا، اور صدقہ دینا، کیا مجھے ان پر ثواب ملے گا؟" جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب تم اسلام لے آئے تو تمہاری گزشتہ نیکیاں باقی رہیں گی۔"

محمد عربی ﷺ نے فلاح، رفاہی کاموں اور ان سے متعلقہ اداروں کے واضح الفاظ میں اصول بیان کئے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

خیر الناس من ینفع الناس۔[9]

لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ انسان ہے جو لوگوں کو نفع پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے نہ صرف رفاہی کاموں کی رغبت دلائی بلکہ ان کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ نبی کریم کے معمولات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ آپ کی پوری زندگی رفاہی و فلاحی کاموں سے بھری پڑی ہے۔ جیسے ایک حدیث پیش خدمت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي مَجْهُودٌ، فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ[10]

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور بھوکا ہونے کی شکایت کی۔ جس پر نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کچھ دینے کے متعلق پوچھا تو جواب آیا کہ گھر میں سوائے پانی کے کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے سوال کیا کون ہے جو اس مہمان کو لے جائے گا اور اس کی خدمت کرے گا۔ ایک انصاری مرد نے عرض کی میں لے جاوں گا۔ وہ انصاری، اس مہان کو لیکر اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں ان کی خدمت کر۔

مدینہ میں پہلی فلاحی ریاست کا قیام

محمد عربی ﷺ نے مدینہ میں پہلی فلاحی اور رفاہی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ ریاست کے قیام کے اغراض و مقاصد کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ[11].

"یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم نے زمین پر اقتدار عطا کر دیں تو وہ اقامت نماز، زکواۃ کی ادائیگی، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا فریضہ سر انجام دیں گیں اور اللہ ہی کے پاس سب امور کا انجام ہے۔"

نبوی دور میں مختلف رفاہی ادارے اور سماجی اصلاحات متعارف کرائی گئیں جنھوں نے معاشرتی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔ چند اہم اداروں کا تذکرہ بطور خاص کیا جارہا ہے۔

مہاجرین کی آبادکاری کا ادارہ

محمد عربی ﷺ کو قیام ریاست کی ابتداء میں مہاجرین کی آبادکاری کا ایک اہم مسئلہ درپیش تھا۔ نبی کریم نے مہاجرین کی فلاح وبہبود کے لئے مواخات مدینہ قائم کی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ریاست مدینہ کی بنیاد ہی فلاحی کاموں سے شروع ہوئی۔ اس کے علاوہ نبی کریم نے ریاست میں بہت اداروں کی بنیاد رکھی۔ جن کا تذکرہ ذیل میں بھی کیا جارہا ہے۔ عہدِ نبوی کے رفاہی ادارے اور ان کے سماجی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں قائم ہونے والا اسلامی معاشرہ سماجی انصاف اور فلاح و بہبود کے اصولوں پر مبنی تھا۔

ریاست مدینہ کی تشکیل کے دوران مہاجرین کی آبادکاری ایک اہم فلاحی اقدام تھا جس نے نہ صرف مہاجرین کی ضروریات کا خیال رکھا بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور تعاون کا بھی مظہر پیش کیا۔ جب محمد عربی ﷺ نے مدینہ کا سفر کیا، تو آپ کو علم تھا کہ مکہ سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کو نئی زندگی کے لیے ایک محفوظ اور مددگار ماحول کی ضرورت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان "بھائی چارہ" کے ذریعے ایک ایسا اخوت پر مبنی معاشرہ قائم کیا،

جس میں انصار نے مہاجرین ہر طرح سے مدد کی۔ اور ان کی سماجی، مالی اور اخلاقی مدد کی۔ یہ اقدام نہ صرف مہاجرین کی مدد کرتا تھا، بلکہ اس نے مدینہ کے معاشرتی ڈھانچے کو بھی مضبوط کیا۔

مہاجرین کی آبادکاری کے اس عمل نے نہ صرف انہیں تحفظ فراہم کیا بلکہ اسلامی معاشرت کی بنیاد بھی رکھی، جہاں ہر فرد کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا گیا۔ اس کے نتیجے میں مدینہ ایک فلاحی ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا، جہاں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا خیال رکھا جاتا تھا۔

مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کا معاہدہ عہد نبوی کے ایک اہم رفاہی اقدام تھا۔ اس معاہدے کے تحت انصار نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنی معاشی وسائل میں ان کو شریک کیا۔ اس سے معاشرتی یکجہتی اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

"معیشت کی بنیاد "مواخاۃ" پر رکھی گئی تھی۔"[12]

رسول اکرم ﷺ نے ایسے معیشت، تجارت اور کاروبار سے متعلق اصول و قواعد مقرر کئے جن میں مالدار لوگوں کو پابند بنایا گیا کہ وہ غریب اور نادار لوگوں کی فلاح و بہبود اور ان کے رفاہی کاموں میں ان کی مدد کریں۔ لہٰذا اس طرح سے معیشت میں اخوت اور بھائی چارہ کے پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

مسجد نبوی اور اس کا کردار

مسجد کا کردار اسلامی معاشرے میں عبادت کے ساتھ ساتھ ایک کمیونٹی سینٹر کے طور پر بھی بہت اہم رہا ہے۔ دیگر مذاہب میں عبادت گاہیں صرف عبادت کے لیے مخصوص ہوتی تھیں، جیسے چرچ، مندر، یا گردوارہ۔ لیکن اسلام نے اس تصور کو بدلتے ہوئے مساجد کو نہ صرف عبادت کے مراکز بلکہ سماجی، سیاسی، تعلیمی، فوجی، اور رفاہی سرگرمیوں کا مرکز بھی بنایا۔

مسجد نبوی نہ صرف عبادت کا مرکز تھا بلکہ اسے مجلس شوریٰ کے پارلیمنٹ کے ساتھ ساتھ ایک رفاہی ادارہ کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ جہاں ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی جاتیں تھیں اور ساتھ ہی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی مسجد نبوی میں کیا جاتا تھا۔ اصحاب صفہ مسجد کے ساتھ جڑا ایک رفاہی ادارہ تھا جہاں بے گھر اور غریب صحابہ کرام رہائش پذیر تھے اور ان کی کفالت کی جاتی تھی۔ نبی کریم نے مسجد نبوی میں بہت سے خدمت خلق کے کام اور فلاحی امور سرانجام دئے ہیں۔ جیسے ایک طویل حدیث ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم ایک نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے کہ کچھ لوگ آئے جن کے جسم ننگے تھے۔ اور یہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے اون کی دھاری دار کمبل اوپر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور وہ فاقہ کش تھے، رسول اکرم ﷺ نے انکی جب فاقہ کشی کی حالت کو دیکھا تو آپ کا چہرہ تبدیل ہو گیا۔ آپ گھر تشریف لے گئے اور واپس آکر حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اقامت ہوئی آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی پھر آپ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ فرمایا

"يَأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَ الْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا"[13]

اے لوگو ڈرو، اپنے اس رب سے جس نے تم ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس ایک ہی نفس تمہیں جوڑا جوڑا بنایا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو مرد اور بہت کو عورت کا روپ دیا۔ اور ڈرو اس اللہ سے جس کے ذریعے ایک دوسرے سے تم سوال کرتے ہو۔ اور رشتہ داروں کا خیال رکھو، بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر محافظ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھا:

"يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَ لَتَنْظُرُ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ[14]".

"اے مومنین، اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص دیکھے جو اس نے کل (قیامت) کے لئے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالی ان سب کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

پھر رسول اکرم ﷺ نے کہا: ہر شخص کو چاہیے کہ وہ خیرات کرے، اپنے درھم اور دینار میں، کپڑے کا، گیہوں کا ایک صاع اور کھجور کا ایک صاع صدقہ کرے۔ پھر آپ نے کہا: چاہے وہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ انصار کا ایک آدمی اتنا بھاری بیگ لے کر آیا کہ وہ اپنی ہتھیلی سے اٹھانے سے قاصر تھا۔ پھر لوگ ادھر ادھر آتے رہے یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے، ایک کھانے کی اشیا کا اور دوسرا کپڑوں کا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی۔ سونے کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی نیکی کا اچھا کام متعارف کرایا تو وہ اس کا اپنا اجر اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر اس کو ملے گا جس نے نیکی کا کام جاری کیا۔[15]"

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی نہ صرف عبادت کے لئے استعمال ہوتی تھی بلکہ غریب، نادار اور عام لوگوں کی فلاح و بہبود کے امور بھی سرانجام دئے جاتے تھے۔

تعلیم کا عمل بھی ایک فلاحی ورفاہی کام ہے اسی وجہ سے نبی کریم نے تعلیم و تعلم کو بہت اہمیت دی، مسجد نبوی تعلیم و تدریس کا مرکز تھی، جہاں مذہبی اور دنیاوی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ تعلیم کے فروغ نے معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور عوام میں شعور بیدار کیا۔ ان رفاہی اداروں نے معاشرے میں عدل و انصاف، اخوت، اور مساوات کو فروغ دیا۔ مالی اور سماجی تقسیم کو کم کرنے کے لیے زکات اور صدقات کا نظام بہت مؤثر رہا۔ یتیموں، بیواؤں، اور دیگر کمزور طبقوں کی کفالت نے معاشرت میں معاشی استحکام پیدا کیا۔ اسی طرح تعلیم کے فروغ نے عوام کو باشعور بنایا اور ایک مہذب اور خوشحال معاشرہ تشکیل دیا۔

مسجد نبوی ﷺ ایک ایسی جگہ تھی جہاں عبادت کے ساتھ ساتھ ریاست مدینہ کے سماجی، سیاسی، اور معاشرتی مسائل بھی حل کیے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کو نہ صرف نماز تک محدود رکھا بلکہ اسے ایک کمیونٹی سینٹر بنایا جہاں مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل زیر بحث آتے تھے اور حل کیے جاتے تھے۔ مسجد کے اس اہم کردار کی وجہ سے اسلامی معاشرہ مضبوط ہوا اور مختلف قوموں، رنگوں، اور ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئے۔

کمیونٹی سینٹر کی تعریف بھی کچھ ایسی ہی ہے: یہ ایک ایسا مقام ہوتا ہے جہاں لوگ آپس میں ملتے ہیں، ایک دوسرے کے تجربات کا تبادلہ کرتے ہیں، اور معاشرتی مسائل پر بات چیت کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں تعلیم و تربیت، نکاح کی تقریبات، اور مہاجرین کی آبادکاری جیسے مسائل عملی طور پر حل کیے گئے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان مواخات بھی مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر طے پائی۔

بدقسمتی سے، آج ہم نے مساجد کو صرف نماز کی ادائیگی تک محدود کر دیا ہے، جبکہ اسلام میں مساجد کا اصل کردار اس سے کہیں زیادہ وسیع اور جامع تھا۔ اس لیے ہمیں مساجد کو دوبارہ ایک فعال کمیونٹی سینٹر کے طور پر استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرتی مسائل کو بہتر انداز میں حل کیا جاسکے۔

صفہ بطور تعلیمی وفلاحی انسٹیٹیوٹ

محمد عربی ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں قدم رکھا، تو آپ ﷺ مدینہ نہ صرف ایک مذہبی مرکز بنایا، بلکہ ایک ایسی مدینہ میں فلاحی ورفاہی ریاست کی بنیاد بھی رکھی جو آج کے دور کے ترقی یافتہ ممالک کے لیے بھی ایک مثال ہے۔ سیرت کی کتابوں میں ہمیں تفصیل سے ملتا ہے محمد عربی ﷺ نے کس طرح معاشرتی، اقتصادی اور شہری مسائل کو حل کرنے کے لیے مدبرانہ حکمت عملی اختیار کی۔

صفہ، جس کی مدینہ منورہ میں نبی رحمت ﷺ نے رکھی وہ ایک تعلیمی اور رفاہی انسٹیٹیوٹ تھا۔ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں مسلمانوں کو تعلیم کے علاوہ ،ان کی روحانی، اخلاقی، اور سماجی تربیت کا بھی وافر سامان تھا۔ جہاں معاشرہ کے کمزور طبقہ کے افراد کے لئے کھانے، رہائش اور دیگر ضروریات کا خیال بھی رکھا جاتا تھا۔ اصحاب صفہ کے لوگوں ریاست مدینہ میں ایک ایسے فلاحی ادارہ کی بنیاد رکھی جس کے درج ذیل پہلو تھے۔

1. **علم کی فراہمی**: صفہ میں مسلمانوں کو قرآن کریم، حدیث، اور اسلامی تعلیمات کا علم دیا جاتا تھا۔ یہاں طلبہ کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔
2. **مکتب کی بنیاد**: صفہ نے ابتدائی مکتب کی شکل اختیار کی، جہاں نبی ﷺ خود طلبہ کو درس دیتے تھے۔ یہ ایک ایسی درسگاہ تھی جہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ہوتی تھی۔ اس انسٹیٹیوٹ نے علم کی اشاعت کے لئے ایک موثر ذریعہ بن کر کام کیا جو آج بھی مشعل راہ ہے۔
3. **سماجی خدمات**: صفہ انسٹیٹیوٹ، رفاہی کاموں کا ایک ایسا ادارہ تھا۔ جہاں موجود طلبہ کو رہائش، کھانا، اور دیگر ضروریات فراہم کی جاتیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک پناہ گاہ تھی، خاص طور پر مہاجرین کے لیے۔ اس معلوم ہوتا کہ صفہ کی سماجی خدمات قابل ذکر ہیں۔
4. **اخلاقی تربیت**: صفہ میں صرف علمی تربیت نہیں دی جاتی تھی، بلکہ یہاں اخلاقی اور روحانی تربیت پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ یہ طلبہ کی شخصیت کی تعمیر کا ذریعہ تھا۔
5. **فلاحی منصوبے**: نبی ﷺ نے یہاں مختلف فلاحی منصوبے بھی شروع کیے، جیسے زکوٰۃ کی تقسیم اور ضرورت مندوں کی مدد۔ یہ سب کام صفہ کے تحت کئے جاتے تھے، جو کہ اسلامی معاشرت کی بنیاد فراہم کرتے تھے۔

صفہ ایک جامع تعلیمی اور فلاحی انسٹیٹیوٹ تھا، جس نے مدینہ میں علم وحکمت کا ایک چراغ روشن کیا۔ اس نے نہ صرف علم کی فراہمی کو یقینی بنایا بلکہ اسلامی معاشرت میں فلاح وبہبود کے اصولوں کو بھی فروغ دیا۔ آج بھی صفہ کی مثالیں یہ سکھاتی ہیں کہ علم وعمل کا ملاپ ہی ایک کامیاب معاشرت کی بنیاد ہے۔

بیت المال بطور فلاحی ادارہ

اگر نبی کریم ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ریاست ایک ایسا ادارہ ہے جو رفاہی کاموں کی سب سے بڑی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، عوام کی بھلائی اور ترقی کا اہم فریضہ ریاست کے سپرد کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کی ریاست قائم کرتے ہوئے خدمت خلق کو حکومت کی بنیادی ترجیحات میں شامل کیا۔ آپ ﷺ نے انصاف، معاشرتی برابری، اور مستحق افراد کی معاونت کو ریاست کے فرائض میں شامل کیا۔ مدینہ کی ریاست میں بیت المال کا نظام نافذ کیا گیا تاکہ یتیموں، محتاجوں، اور ضرورت مندوں کی مدد ایک منظم طریقے سے کی جاسکے۔ آپ ﷺ نے یہ اصول بھی واضح کیا کہ حکمران کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کے لیے بھرپور جدوجہد کرے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ زکوۃ، صدقات، اور دیگر رفاہی سرگرمیاں بھی ریاستی نگرانی میں چلائی جاتی تھیں تاکہ معاشرے میں کسی کو محتاجی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بیت المال اسلامی حکومت کا ایک اہم ادارہ ہے جو مالی وسائل کی منظم انداز میں تقسیم اور فلاحی خدمات کے لئے کام کرتا ہے۔ جس کا مقصد معاشرتی انصاف، غربت کا خاتمہ، اور لوگوں کی بنیادی ضروریات پورا کرنا ہے۔ محمد عربی ﷺ کے دور میں بیت المال کو قائم کیا گیا، جس نے اسلامی معاشرت میں فلاحی خدمات کی بنیاد رکھی۔ عہدِ نبوی میں بیت المال ایک اہم رفاہی ادارہ تھا جہاں مالِ غنیمت، ذکوۃ، صدقات اور دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والے وسائل اور اموال جمع کیے جاتے تھے۔ پھر ان وسائل کو مختلف ریاستی سرگرمیوں پر خرچ کرنے کے علاوہ معاشرے کے غریب، یتیم، بیواؤں، اور مساکین کی امداد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ جس کا مقصد مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم تھی تاکہ معاشرت میں عدم مساوات کا خاتمہ ہو سکے۔ بیت المال کے وسائل و ذرائع کو جنگ اخراجات، حکومتی ضروریات کے ساتھ ساتھ درج ذیل مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

1. مالی وسائل کی انتظامی تقسیم : بیت المال نے مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا، جس کے ذریعے عوامی ضروریات کی تکمیل کی گئی۔ یہ نظام غربت کے خاتمے کے لئے اہم تھا۔
2. ضرورت مندوں کی مدد : بیت المال نے ضرورت مندوں، یتیموں، اور بیواؤں کی مدد کے لئے فنڈز فراہم کئے۔ یہ اسلامی معاشرت میں اخوت و بھائی چارے کی علامت تھا۔
3. فلاحی منصوبوں کی حمایت : خود رسول اکرم نے بیت المال کے ذریعے مختلف فلاحی منصوبوں کی سرپرستی کی، جیسے صحت کی سہولیات، تعلیم، اور عوامی بنیادی ڈھانچے کی بہتری اور رفاہی کاموں کا خود عملی نمونہ پیش کیا۔

زکوۃ وصدقات کا نظام

نبوی دور میں زکوۃ اور صدقات کو سماجی انصاف کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا گیا۔ زکات ایک واجب فریضہ تھا جس کے ذریعے امیر لوگوں کی دولت کا ایک مخصوص حصہ معاشرے کے کمزور طبقوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نہ صرف خود صدقات دیتے تھے بلکہ آپ اپنے اصحاب کو بھی رغبت دلاتے تھے۔ صدقات وخیرات کے ذریعے نہ صرف ان کی بھوک مٹاتے تھے بلکہ ان کو خوش کرنے کی بھی رغبت دلاتے تھے۔ جیسا کہ حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:أَنْ تُدْخِلَ عَلَى أَخِيكَ الْمُسْلِمِ سُرُورًا أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تُطْعِمَهُ خُبْزًا۔[16]

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ، کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اپنے مسلمان بھائی کو خوشی پہنچانا، اس کا قرض ادا کرنا، یا اسے کھانا فراہم کرنا۔

مدینہ کی فلاحی ریاست میں مالی وسائل کا منظم نظام قائم کیا گیا۔ زکوۃ اور صدقات کو ریاستی مالیات کا حصہ بنایا گیا تاکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے وسائل مہیا کیے جاسکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مالی احتساب کا بھی مضبوط نظام قائم کیا تاکہ ریاستی امور میں شفافیت اور انصاف کو یقینی بنایا جاسکے۔

شہری سہولیات

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں دیگر اہم امور کے ساتھ شہری منصوبہ بندی اور سہولیات پر بھی توجہ دی۔ محمد عربی ﷺ نے مدینہ کی گلیوں اور بازاروں کو منظم کرنے کا اہتمام کیا تاکہ عوام کے لیے آمدورفت اور تجارتی سرگرمیوں میں آسانیاں پیدا ہوں۔ سیرت کی متعدد کتابوں میں ذکر ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے بازاروں کے لیے مخصوص جگہیں مقرر کیں تاکہ تجارت بہتر اور منظم طریقے سے انجام پاسکے۔ شہری سہولیات مہیا کرنے کی غرض سے مہاجرین کو رہائش فراہم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، جس سے بے گھر مہاجرین کو فوری پناہ ملی۔ ریاست مدینہ میں مسافروں کے رہنے سہنے اور کھانے کا خاص انتظام کیا جاتا تھا۔ عربوں میں مہمان نوازی پہلے سے موجود تھی، لیکن نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو لوگوں کی خدمت کا عملی درس دیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تعلیم دی۔ فرمایا:

مؤمن کے وفات پانے کے بعد بھی ایسے اعمال اور نیکیاں ہیں جن کا اجراسے مسلسل ملتا رہتا ہے، ان میں یہ شامل ہیں: وہ علم جسے اس نے دوسروں کو سکھایا اور عام کیا، اور دوسرا اپنے پیچھے صالح اولاد چھوڑی، قرآن پاک جسے اس نے اپنے بعد کسی کو وارث بنایا، یا مسجد جو اس نے تعمیر کرائی، یا مسافروں کے لیے کوئی رہائشی جگہ بنوائی، یا نہر جسے اس نے کھدوایا، یا وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں کیا۔ ان اعمال کا اجراسے موت کے بعد بھی پہنچتا رہے گا۔[17]

نبی کریم لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بازار / دوکانیں وغیرہ بنانے میں بھی مدد کرتے تھے۔ یہ کام بھی ایک فلاحی منصوبہ ہے۔ جس میں لوگوں باعزت روزگار ملنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت ملاحظہ ہو۔

> ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے بازار کے قیام کے لیے ایک جگہ منتخب کی ہے، کیا آپ اسے دیکھنا چاہیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ اس شخص کے ساتھ اس جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہ جگہ آپ ﷺ کو اس قدر پسند آئی کہ آپ نے وہاں اپنے قدم زور سے مار کر فرمایا: یہ تمہارا بازار ہوگا۔ یہاں کسی قسم کی کمی نہ کرنا اور اس پر کوئی محصول یا ٹیکس بھی نہ لگانا۔[18]

فراہمی آب کا منصوبہ.

پانی کی ضرورت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں پانی کی دستیابی کو یقینی بنانے کے اقدامات کیے۔ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو ترغیب دی کہ وہ ایک کنواں خرید لیں، جسے عوام کے لیے مفت فراہم کیا گیا۔ اس عمل سے لوگوں کے لیے صاف پانی کی فراہمی ممکن بنائی گئی۔ اس اقدام نے مدینہ کے لوگوں کی بنیادی ضرورت کو پورا کیا۔ پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر حضرت عثمان کے علاوہ دیگر کئی صحابہ ثواب کی نیت سے کنواں کھدوائے۔ جیسا کہ

حضرت سعد بن عبادہؓ نے اپنی والدہ کے انتقال پر ارادہ کیا کہ وہ اپنی والدہ کی جانب سے صدقہ کریں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا صدقہ سب سے بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: کنواں کھدواؤ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی والدہ کے نام پر ایک پانی کا کنواں تعمیر کرایا۔[19]

. مدینہ کی ریاست صفائی کے معاملے میں ایک مثالی نمونہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے لوگوں کو سکھایا کہ گندے پانی اور کچرے کو ٹھکانے لگانے کے لیے مؤثر طریقے اختیار کریں۔ یہ اصول آج کے جدید شہری انتظامات سے ہم آہنگ ہیں، جہاں شہر کی صفائی کو بنیادی ترجیحات میں شامل کیا جاتا ہے۔ محمد عربی ﷺ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دینے کے ساتھ راستوں کے حقوق بھی بیان کئے اور یہ تعلیم دی کہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا نیکی کے درجے میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت اس بات کو مزید واضح کرتی ہے۔

ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ درجے کی شاخ لا الہ الا اللہ کہنا ہے، جبکہ سب سے نچلی شاخ راستے سے کسی رکاوٹ یا تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ حیاء بھی ایمان کا ایک اہم حصہ ہے۔[20]

مدینہ میں پینے کے پانی کی دستیابی ایک اہم مسئلہ تھی، کیونکہ میٹھے پانی کے کنوئیں اور چشمے بہت محدود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حضرت عثمانؓ کو ہدایت دی کہ وہ مدینہ کے لوگوں کے لیے پانی کے کنواں کا انتظام کریں۔ حضرت عثمانؓ نے یہودیوں سے بئر رومہ نامی میٹھے پانی کا کنواں خرید کر عوام کے لیے وقف کر دیا، جو مدینہ کے باشندوں کے لیے پانی کا ایک مستقل ذریعہ بن گیا۔

یہ اقدام نہ صرف پانی کی قلت دور کرنے میں معاون ثابت ہوا بلکہ عوام کی ایک بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کا ذریعہ بھی بنا۔ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کو ایک فلاحی ریاست بنانے کی کوششوں میں یہ اقدام ایک شاندار مثال ہے۔ آپ ﷺ کی حکمت عملیوں نے نہ صرف شہری مسائل حل کئے بلکہ مدینہ کو ایک کامیاب فلاحی ریاست کی صورت میں متعارف کرایا۔ آج بھی یہ اصول فلاحی حکومتوں کے لیے مشعل راہ ہیں، جو عوام کی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کے مسائل حل کرنے میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

علاج کے لئے فلاحی ادارہ

ریاست مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں فلاحی نظام کو مستحکم کیا۔ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے بچوں کی تعلیم کے لیے مکاتب قائم کیے جہاں بچوں کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جاتا تھا۔ اسی طرح صحت کے حوالے سے بھی ہدایات دیں کہ بیمار لوگوں کی دیکھ بھال کی جائے اور ان کی تیمارداری کی جائے۔ عہد نبوی میں صحت کی فلاحی و رفاہی خدمات بھی فراہم کی جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر، حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب ایک خیمہ لگایا تھا جہاں وہ جنگ میں زخمی ہونے والوں کا علاج کرتی تھیں، جن لوگوں کو دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی تھی۔ جب حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم سے کہا کہ انہیں اسی خیمے میں رکھا جائے تاکہ آپ ﷺ کو ان کی عیادت میں سہولت ہو۔[21]

نبی کریم نے صدقہ کے مفہوم میں بہت ہی وسعت ارشاد فرمائی:

> حضرت سعید بن ابی بردہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اگر وہ صدقہ کو نہ پاسکے، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کمائے اور اپنے آپ کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے۔ عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے، فرمایا کسی مجبور اور پریشان آدمی کی مدد کرے، پوچھا یہ بھی نہ کر سکے، فرمایا نیکی کا حکم دے۔ عرض کی یہ بھی نہ ہو سکے تو فرمایا برائی سے باز رہے یہ بھی صدقہ ہے۔[22]

شہر کی خوبصورتی اور ماحولیاتی پالیسی

مدینہ کی فلاحی ریاست میں جمالیاتی پہلوؤں کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ سیرت النبی ﷺ میں ذکر ہے کہ مدینہ کو ایک خوبصورت اور پرامن شہر بنانے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے درخت لگانے کی ترغیب دی۔ آج کے دور میں یہ عمل باغات اور تفریحی مقامات کے قیام سے مشابہ ہے، جو کسی بھی فلاحی ریاست کی زیبائش کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ میں قائم کی ہوئی فلاحی ریاست آج کے جدید فلاحی نظاموں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے جو اصول وضع کیے، وہ نہ صرف مدینہ کے رہائشیوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک مضبوط اور موثر نظام کی بنیاد بنے۔ مدینہ کی فلاحی ریاست کے قیام کے دوران، نبی اکرم ﷺ نے شہری مسائل کے حل کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ ان اقدامات نے نہ صرف معاشرتی زندگی کو بہتر بنایا بلکہ شہری انتظامات کو بھی مضبوط کیا۔

شاہراہوں کا قیام

مدینہ میں نئے آنے والوں کی بڑی تعداد کی موجودگی کے باعث سڑکوں اور شاہرات کی تنظیم ایک اہم مسئلہ بن چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس چیلنج کا حل تلاش کرنے کے لیے شہر کی سڑکوں کی منصوبہ بندی کی۔ آپ ﷺ نے گلیوں کو کشادہ کرنے، اہم مقامات پر نشانات نصب کرنے اور شہری آمدورفت کے لیے بہتر راستوں کا انتظام کیا۔ اس وقت کی مدینہ میں انسانی ٹریفک اور اونٹوں وگھوڑوں کے راستوں کو کھلا رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے اہل مدینہ کو ہدایت دی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ راستے کی فراہمی میں تعاون کریں، جس سے شہر میں آمدورفت آسان ہوئی۔ اس حکمت عملی نے نہ صرف ٹریفک کے مسائل کو کم کیا بلکہ لوگوں کے درمیان اتحاد اور بھائی چارہ بھی بڑھایا۔

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے امن وسکون قائم کیا۔ میثاق مدینہ کے ذریعے آپ نے شہر کے باشندوں کو ایک محفوظ زندگی کا وعدہ دیا۔ اسلام کی فلاحی ریاست میں شہریوں کی بہبود کے اصول شامل ہیں، اور آپ ﷺ نے مدینہ میں ایسی ریاست قائم کی جس میں عوام کی ضروریات کا پورا خیال رکھا گیا، جان ومال کی

حفاظت کے لیے سخت قوانین وضع کیے گئے، اور تجارت و سفر کی آزادی دی گئی۔ یہاں تک کہ غیر مسلم شہریوں (ذمیوں) کو بھی وہی حقوق اور سہولتیں دی گئیں جو مسلمانوں کو حاصل تھیں۔

نتائج

1. **رفاہی اداروں کے قیام کا کردار :** عہد نبوی ﷺ میں قائم کردہ رفاہی اداروں نے اسلامی معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا کیا۔ بیت المال، زکوٰۃ، وقف اور دیگر رفاہی ادارے نہ صرف معاشرتی انصاف کی بنیاد بنے بلکہ سماجی طبقات کے درمیان فاصلے کو کم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوئے۔
2. **زکوٰۃ اور فلاحی نظام کی اہمیت :** زکوٰۃ کے نظام نے اقتصادی عدم مساوات کو کم کیا اور ضرورت مندوں کے لیے ایک مستحکم مالی معاونت فراہم کی۔ اس کے نتیجے میں اسلامی معاشرتی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو فروغ ملا۔
3. **وقف کا کردار :** وقف کے ذریعے قائم ہونے والے ادارے جیسے مدارس، ہسپتال اور مسافر خانے نے تعلیم اور صحت کی سہولیات کو عام کیا اور معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔
4. **مسجد نبوی کا سماجی کردار :** مسجد نبوی کا کردار نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی اور رفاہی خدمات میں بھی اہم رہا۔ یہاں ضرورت مندوں کی کفالت، تعلیم اور فلاحی امور سرانجام دیے جاتے تھے۔
5. **اسلامی فلاحی نظام کا استحکام :** اسلامی فلاحی نظام نے ایک منصفانہ اور مساوی معاشرہ قائم کیا جو آج بھی مثالی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ اس نظام نے سماجی انصاف اور اقتصادی فلاح و بہبود کے اصولوں کو عملی جامہ پہنایا۔

سفارشات

1. **زکوٰۃ کے نظام کو جدید دور میں اپنانا :** زکوٰۃ کے نظام کو آج کے معاشرتی اور اقتصادی چیلنجوں کے مطابق مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ حکومتوں اور رفاہی اداروں کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے نظام کو جدید تقاضوں کے مطابق نافذ کریں تاکہ ضرورت مند افراد کو مالی معاونت فراہم کی جا سکے۔
2. **وقف کے نظام کی بحالی :** وقف کا نظام جس نے عہد نبوی میں تعلیمی اور صحت کے شعبے میں انقلاب برپا کیا، اسے دوبارہ فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے معاشرتی فلاح و بہبود کے منصوبے جدید دور کے مطابق ترتیب دیے جا سکتے ہیں۔
3. **رفاہی اداروں کی تشکیل نو :** موجودہ دور کے چیلنجز کو مدنظر رکھتے ہوئے رفاہی اداروں کی تشکیل نو کی جانی چاہیے۔ یہ ادارے معاشرتی انصاف، تعلیم، صحت اور روزگار کی فراہمی کو مزید موثر بنا سکتے ہیں۔
4. **اسلامی اصولوں پر مبنی سماجی انصاف :** اسلامی اصولوں کے مطابق سماجی انصاف کو فروغ دینے کے لیے حکومتوں اور معاشرتی تنظیموں کو مزید کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف موجودہ معاشرتی چیلنجز کا مقابلہ کیا جا سکے گا بلکہ ایک منصفانہ معاشرتی نظام کی بنیاد بھی رکھی جا سکے گی۔
5. **عوامی شعور کی بیداری :** رفاہی نظام اور زکوٰۃ کے نظام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے عوامی شعور کی بیداری کی ضرورت ہے۔ عوامی سطح پر فلاحی کاموں کی اہمیت کو سمجھنے اور ان میں حصہ لینے کے لیے مختلف آگاہی مہمات چلائی جانی چاہئیں۔

جدید فلاحی پالیسیز : حکومتوں کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں جدید فلاحی پالیسیز بنانی چاہئیں تاکہ مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دیگر ضرورت مند افراد کو زیادہ بہتر طریقے سے مدد فراہم کی جا سکے۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار صادر، 1990ء، ج4، ص547

Afriki, Muhammad bin Makram, Lasan al-Arab, Beirut, Dar Sadir, 1990, vol. 4, p. 547

[2] الشمس:۹

Al-Shams: 9

[3] المؤمنون:۱

Al-Mu'minun: 1

[4] زیبا، نسیم، فلاحی کام (قرآن وحدیث کی روشنی میں)، روزنامہ چٹان، سرینگر، یکم فروری 2024، جمعہ ایڈیشن،

https://dailychattan.com/columns/friday/2024/02/01/22321

Zeba, Naseem, Asistență socială (în lumina Coranului și Hadith), Daily Chattan, Srinagar, 1 februarie 2024, ediția de vineri, https://dailychattan.com/columns/friday/2024/02/01/22321

[5] ڈاکٹر، خالد محمود، سماجی بہبود ،لاہور، کفایت اکیڈمی، ص23

Dr. Khalid Mahmood, Asistență socială, Lahore, Academia Kifayat, p. 23

[6] منصورپوری، محمد سلیمان، سیرت رحمۃ للعالمین، فیصل آباد، مرکز الحرمین الاسلامی، 2001ء ج1، ص43

Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman, Sirat Rahmatul Al-Alamin, Faisalabad, Al-Harameen-e-Islami Center, 2001, Vol. 1, p. 43

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، 2007ء باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، ج1، ص45، رقم3

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Lahore, Islamia School, 2007, Chapter 1, page 45, number 3

[8] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم5992

Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab al-Adab, No. 5992

[9] علاءالدین، متقی بن حسام، کنزالعمال، کراچی، دار الاشاعت، 2005، ج16، ص128، رقم44154

Aladdin, Muttaqi bin Hussam, Kunz al-Umal, Karachi, Dar-ul-Isha'at, 2005, Vol. 16, p. 128, No. 44154

[10] بخاری، صحیح بخاری، رقم6027

Bukhari, Sahih Bukhari, Number 6027

[11] الحج:22

Hajj: 22

[12] ناصر، نصیر احمد، پیغمبر اعظم ﷺ، لاہور، فیروزسنز، س ن، ص496

Nasir, Naseer Ahmad, The Prophet ﷺ, Lahore, Feroze Sons, S.N., p. 496

[13] النساء:1

Al nisa: 1

[14] الحشر:18

Al-Hashr: 18

[15] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ج2، ص355، رقم1017

Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Beirut, Dar Ihya al-Tarath al-Arabi, vol. 2, p. 355, number 1017

[16] بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ج10، ص130، رقم7273

Bahiqi, Abu Bakr Ahmad bin Al-Hussein, Shab al-Iman, Beirut, Darahiya al-Tarath al-Arabi, vol. 10, p. 130, Hadith Number 7273

[17] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت، دار احیاء الکتب العربیہ، باب ثَوابِ مُعَلِّمِ النَّاسَ الْخَيْرَ، ج1، ص321، رقم242

Ibn Majah, Muhammad Ibn Yazid, Sunan Ibn Majah, Beirut, Dar Ihya Al Kitbal Arabiyya, Babu Thawaab Mu’alim al-Nas al-Khair, Volume 1, p. 321, number 242

حلبی، علی بن برہان الدین، سیرۃ حلبیۃ(اردو)، مترجم: محمد اسلم قاسمی، کراچی، دارالاشاعت کراچی، 2009ء، ج2، ص214[18]

Halabi, Ali bin Burhanuddin, Seerah Halabiyyah (Urdu), translator: Muhammad Aslam Qasmi, Karachi, Darul Sha'at Karachi, 2009, vol. 2, p. 214

[19] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ صیدا، 2007ء، ج1، ص213، رقم 153

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Beirut, Al-Muktab Al-Asriyah Saida, 2007, vol. 1, p. 213, Hadith Number. 153

[20] قشیری، صحیح مسلم، باب شعب الایمان، ج1، ص63، رقم 53۔

Al-Qashiri, Sahih Muslim, Chapter Shab Al-Iman, Volume 1, Page 63, Number 53.

[21] ابنِ ہشام، محمد بن اسحاق، سیرۃ النبی (ابن ہشام)، لاہور، ادارہ اسلامیات انارکلی، س ن، ج3، ص258

Ibn Hisham, Muhammad Ibn Ishaq, Sirat al-Nabi (Ibn Hisham), Lahore, Institute of Islamiat Anar Kali, S.N., Vol. 3, p. 258

[22] قشیری، صحیح مسلم، ج3، ص321، رقم 2333

Qashiri, Sahih Muslim, Volume 3, Page 321, Number 2333